بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

54-اللہ تعالیٰ کی معیت کی صفت کا بیان اپنی مخلوقات کے ساتھ

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور آج کے درس میں ایک نئے موضوع سے درس کا آغاز کرتے ہیں اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے ابتداء کرتے ہیں: ''إثبات معية الله لخلقه'' (اللہ تعالیٰ کی معیت کی صفت کا بیان اپنی مخلوقات کے ساتھ)۔

شرح میں فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، مقدمے کے طور پر چند اہم باتیں بیان فرماتے ہیں: فرماتے ہیں کہ مصنف نے معیت کے دلائل بیان کرنا شروع کیے ہیں یہ وہ دلائل ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے ساتھ کا ذکر ہے اور یہ عین مناسب تھا شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا (مصنف جو ہے) کہ صفت علو کے بعد صفت معیۃ کو بیان کیا جائے کیونکہ لگتا تو یوں ہے انسان کو کہ اس میں کوئی تناقض تو نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے اوپر بھی ہے اور اپنے بندوں کے ساتھ بھی ہے، یہ عین مناسب تھا کہ صفت علو کے بعد صفت معیت کی آیات (اور جو دلائل ہیں یعنی) وہ بیان کیے جائیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی صفت معیت کے تعلق سے چند اہم باتیں ہیں جو شیخ صاحب نے بیان کی ہیں چند مباحث ہیں، چند مسائل ہیں۔

1-سب سے پہلا مسئلہ ہے کہ معیت کی قسمیں کیا ہیں؟

اور یہ ہم اس لیے بیان کر رہے ہیں (شیخ صاحب جو ہیں یہ بیان کر رہے ہیں) تاکہ طالب علم کو پتہ چلے کہ کہ اس موضوع کے تعلق سے وہ کون کون سے اہم مسائل ہیں اُن کا جاننا لازمی ہے کیونکہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ مخالفین جو ہیں (اہل بدعت جو ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کی صفت علو کے تعلق سے جتنے بھی دلائل ہیں سب کا رڈ کرتے ہیں اور

جو صفت معیۃ ہے اُن دلائل کو آگے کر لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں جیسا کہ اُن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، تو شیخ صاحب نے یہاں پر چند اہم باتیں اس موضوع کی وضاحت کے لیے بیان کی ہیں آیئے دیکھتے ہیں۔

سب سے پہلا مسئلہ ہے معیت کی اقسام کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا ساتھ اپنی مخلوق کے، کی قسمیں: فرماتے ہیں دو قسمیں ہیں:

(۱)عام معیت۔(۲)اور خاص معیت۔

اور جو خاص معیت ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱)ایک ہے ''مقيدة بشخص''۔(۲)''ومقيدة بوصف'': ایک شخص کے ساتھ مقید ہے، دوسری قسم جو ہے وصف کے ساتھ مقید ہے۔ ان اقسام کے دلائل کیا ہیں آیئے دیکھتے ہیں۔

جو معیت عامہ ہے اس کا مطلب یہ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ ہر کسی کو شامل ہے "اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہے" معنی یہ ہے چاہے مومن ہو یا کافر ہو یا اچھا ہو یا بُرا ہو، اور اس کی دلیل تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾(الحدید:4)۔

سورۃالحدید کی آیت نمبر 4 میں پہلے عرض کر چکا ہوں "صفة الإستواء على العرش" کی ایک جو دلیل یاد کرنی تھی وہ کون سی تھی؟ میں نے کہا تھا کہ اگر ایک یاد کرنی ہو تو یہ آیت ہے جس میں صفۃ العلو بھی ہے، صفۃ الاستواء علی العرش بھی ہے، اور معیت کی صفت، تینوں شامل ہیں۔ تو اس آیت میں ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾(وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو): تو اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہے۔

دوسری قسم جو ہے جو خاص معیت ہے، اور اس دوسری قسم کی پہلی قسم ہے:

(۱)''الخاصة المقيدة بوصف'': وہ خاص معیت جو وصف کے ساتھ مقید ہے اس کی دلیل اور مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃالنحل آیت نمبر 128 میں: ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ﴾: بے شک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں (جو متقین ہیں) اور وہ جو احسان کرنے والے ہیں (محسنین ہیں))۔

اب یہاں پر آپ دیکھیں "تقویٰ اور احسان" یہ دو صفات ہیں وصف ہیں اور ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ﴾(بے شک اللہ تعالیٰ ساتھ ہے)۔ کن کے ساتھ ہے؟ جن میں یہ دو وصف پائے جاتے ہیں، خوبصورت دو خصلتیں ہیں تقویٰ کی اور احسان کی۔

(۲)خاص معیت کی دوسری قسم" الخاصة المقيدة بشخص معين: معین شخص کے ساتھ جو مقید معیت ہے،اس کی مثال اور دلیل سورۃ التوبہ آیت نمبر 40 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے:

﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ إلي آخر الآية: جب کہا(یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے)اپنے دوست سے اپنے صاحب سے(سیدنا ابو بکر صدیق سے)جب غار میں تھے دونوں:﴿لَا تَحْزَنْ﴾ غم نہ کرو پریشان نہ ہو:﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

اور یہاں پر "ہمارے ساتھ" سے مراد ہم دونوں کے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ،اور یہ المقيدة بشخص ہے۔

اس کی دوسری مثال اور دوسری دلیل سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 46 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہم الصلاۃ والسلام کے تعلق سے:﴿إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ﴾: میں تم دونوں کے ساتھ ہوں میں سنتا بھی ہوں اور دیکھتا بھی ہوں۔ یہاں پر بھی آپ دیکھیں کہ معیت کا لفظ ہے﴿مَعَكُمَا﴾،اور ساتھ سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہم الصلاۃ والسلام دونوں کا ذکر ہے۔

معیت کی قسمیں جب ہم جانتے ہیں تو ہمیں درجات بھی نظر آجاتے ہیں،معیت کی جو تقسیم ہے یہ "ثلاثی"،عام الفاظ میں اگر ثلاثی کریں تو(ا)عام ہے۔(۲)پھر مقید بوصف ہے۔(۳)پھر مقید بشخص ہے:اس سے ترتیب کا معنی بھی سامنے آجاتا ہے۔

تو معیت کے درجات ہیں:(ا)عامہ جو مطلق ہے۔(۲)پھر خاص جو وصف کے ساتھ مقید ہے۔(۳)پھر سب سے بلند ترین درجہ معیت کا جو ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کا وہ ہے جو خاص شخص کے ساتھ معیت کا ذکر ہو۔

کیونکہ عام تو سب مسلم،کافر،اچھا بُرا،برفاجر سب اُس میں شامل ہیں۔

پھر سچ بولنے والے متقین ہیں،محسنین ہیں،اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہے۔اس میں کئی لوگ بھی ہو سکتے ہیں،اب دَس متقین ہیں اللہ تعالیٰ دَس کے ساتھ ہے،سو ہیں تو سو کے ساتھ ہے،لیکن ایک شخص کا ذکر الگ سے کرکے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے "میں تمہارے ساتھ ہوں": کتنا بڑا اعزاز ہے!

یہ درجات ہیں معیت کے۔ معنی کیا ہے؟ معیت کا معنی جب ہم یہ قسمیں جان لیتے ہیں تو معیت کا معنی بھی آسان ہو جاتا ہے، عام لفظوں میں ہم کہتے ہیں "ساتھ "(مع: یعنی ساتھ)، ترجمہ بھی ہم ساتھ کا کرتے ہیں۔

لیکن اس ساتھ سے مراد کیا ہے کہ فزیکل کانٹیکٹ (Physical contact) یا اختلاط کا ہونا لازمی ہے یا نہیں ہے؟ یا اس سے لازم کیا آتا ہے (ساتھ ہونے کے لفظ سے لازم کیا آتا ہے) آیئے دیکھتے ہیں۔

جو عام معیت ہے اس سے یہ معنی لازم آتا ہے وہ ہے احاطے کا "اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہے ہم جہاں کہیں بھی ہیں" تو اس سے مراد کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا احاطہ کرتا ہے۔ کیسے احاطہ ہوتا ہے؟ علم سے، قدرت سے، سمع سے، بصر سے، سلطان سے، وغیرہ، یہ تمام معنی ربوبیت کے معنی ہیں۔

اور جو خاص معیت ہے یہ دونوں قسمیں شامل ہیں خاص معیت کی اِن تمام معنی کے ساتھ ساتھ جو ربوبیت کے معنی ہیں النصر والتائید کا معنی بھی شامل ہے جو عام میں نہیں ہے (جو عام معیت ہے اس میں نصر اور تائید نہیں ہے) اللہ تعالیٰ کی مدد اس سے لازم نہیں آتی، تائید لازم نہیں آتی۔

یعنی: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾: وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں پر بھی ہو، اس میں نصر اور تائید کا معنی نہیں ہے، لیکن: ﴿إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ﴾: میں تم دونوں کے ساتھ ہوں میں سنتا بھی ہوں اور دیکھتا بھی ہوں، اس سے مراد کیا ہے؟ ایک تو علم، احاطہ، یہ سب معنی شامل ہیں، اس کے ساتھ ساتھ میں تمہاری مدد بھی کروں گا تو نصرت بھی تمہیں عطا فرماؤں گا۔ یہ معنی اس میں لازم آتا ہے اسے کہتے ہیں "المعية الخاصة"۔

2-دوسرا مسئلہ معیت کے تعلق سے "المبحث الثاني" کیا معیت جو ہے یہ حقیقی معیت ہے یا کنایت ہے اللہ تعالیٰ کے علم، سمع، بصر، قدرت، سلطان، وغیرہ اور جو دیگر ربوبیت کے معنی ہیں یہ معنی ہے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اکثر سلف کی عبارات جو ہیں "رحمهم الله" وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کنایت ہے اللہ تعالیٰ کے علم، سمع، بصر اور قدرت وغیرہ کے تعلق سے، یعنی جب وہ یہ کہتے ہیں ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ﴾: تو معنی یہ بیان کرتے ہیں "وهو عالم بكم سميع لأقوالكم, بصير بأعمالكم, قادر عليكم حاكم بينكم، إلي آخره": یعنی جب ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ﴾ کی تفسیر، معنی بیان کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ وہ خوب جانتا ہے تمہارے تمام احوال جو ہیں، وہ تمہارے اقوال کو سنتا

بھی ہے اور جو تم کرتے ہو اعمال وہ خوب دیکھتا بھی ہے، اور تم پر قادر بھی ہے، اور وہ حاکم بھی ہے تم لوگوں کے بیچ میں وغیرہ وغیرہ، جو بھی باقی معنی ہیں ربوبیت کے، اور اس طریقے کی تفسیر کرتے ہیں اس معنی کے لازم سے۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کتاب میں (یعنی عقیدۃ واسطیۃ میں) اور اس کے علاوہ بھی جو ان کی دیگر تصنیفات ہیں انہوں نے فرمایا ہے: "کہ یہ معیت جو ہے حقیقی معیت ہے "على حقيقتها": یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ ہے (یا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے) یہ حق ہے اور حقیقتاً، لیکن ایسے نہیں جیسا کہ انسان انسان کے ساتھ ہوتا ہے ایک ہی جگہ پر، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت ثابت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ خود بلندیوں پر ہے (اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں اور اُسی وقت اپنے عرش پر مستوی بھی ہیں) اور ہر چیز سے اوپر ہے اور کسی بھی صورت میں وہ ہماری جگہ پر ہمارے ساتھ ہونا ممکن نہیں ہے، جگہ کے اعتبار سے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ نہیں ہے"۔

اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے لیکن اپنے علم سے، قدرت سے، سمع سے، بصر سے، (اور جو دیگر معنی ہیں ربوبیت کے) اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور اس بنیاد پر تو پھر جمع ہونا چاہیے "بينها وبين العلو" (دونوں کو جمع ہونا چاہیے کہ صفت معیت اور صفت علو)، اور مصنف (یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ) نے ایک باب باندھا ہے خصوصی طور پر تا کہ اس معنی کو بیان کریں کیونکہ دونوں میں کوئی منافات کوئی تعارض نہیں ہے نہ علو میں اور نہ معیت میں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ: "ليس كمثله شيء" "کہ اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے)" "في جميع صفاته" (تمام صفات میں (اللہ تعالیٰ کی تمام صفات میں))" "فهو علي في دنوه ، قريب في علوه" (اللہ تعالیٰ اپنے قرب میں بھی بہت بلند ہے، اور اپنی بلندیوں میں بھی بہت قریب ہے)۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ایک مثال بیان کی ہے کہ معیت کا معنی حقیقتاً معیت ہے (وجہ بتائیں گے آگے شیخ صاحب خود بتائیں گے کہ اب یہ مسئلہ کیوں یہاں پر بیان کیا جارہا ہے) لیکن پہلے یہ تو جان لیں کہ معیت کا اصل معنی کیا ہے؟ کیا اس سے اختلاط لازم آتا ہے کہ نہیں آتا ہے؟ اور فزیکل کانٹیکٹ (Physical contact) ایک جگہ پر اُس سے معنی لازم آتا ہے کہ نہیں آتا ہے؟ اس اعتبار سے۔

توشیخ الاسلام رحمہ اللہ کا مؤقف یہی ہے جیسا کہ ابھی عرض کر چکا ہوں اور شیخ صاحب بیان فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے حقیقتاً (یعنی اس لفظ کا معنیٰ جو ہے وہ حقیقی معنیٰ مراد ہے) لیکن اس حقیقی معنیٰ میں فزیکل کانٹیکٹ (Physical contact) ہونالازمی نہیں ہے۔

اور پھر مثال دیتے ہیں: جیسا کہ چاند ہے، چاند کی مثال فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے آرہے ہیں: ''مازلنا نسير والقمر معنا'' (ہم چلتے آئے ہیں جبکہ چاند ہمارے ساتھ تھا)۔

جب ہم رات کو سفر کرتے ہیں تو محاورتاً لوگ کہتے ہیں "میں نے چاند کے ساتھ سفر کیا"، اور یہ حقیقت ہے یا حقیقت نہیں ہے؟ سچ ہے نا۔ جبکہ دیکھیں انسان زمین پر چل رہا ہے اور چاند آسمانوں پر ہے (چاند آسمان پر ہے نا) تو پھر ہمارے ساتھ کیسے ہے کیا یہ محاورہ غلط ہے؟ کیا یہ جملہ غلط ہے جھوٹ ہے؟! نہیں! جملہ تو سچ ہے اور صحیح ہے، اور لوگ اپنی زبان میں عادت کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں اور اس میں کوئی ممانعت بھی نہیں ہے، کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں آپ نے سفر نہیں کیا چاند کے ساتھ۔

کبھی سنا ہے کسی کو یہ کہتے ہوئے کہ نہیں آپ نے جھوٹ بولا ہے؟ نہیں، صحیح ہے۔ تو کیسے صحیح ہے جبکہ چاند ہے آسمان میں اور ہمارے ساتھ بھی ہے؟ بھئی معیت کے معنیٰ میں فزیکل کانٹیکٹ (Physical contact) کا ہونالازمی نہیں ہے، واضح ہے کہ آپ دور ہو کر بھی کسی کے ساتھ ہو سکتے ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ چاند دیکھیں چھوٹی سی مخلوق ہے جو آسمان میں ہے اگر یہ ہمارے ساتھ ہو سکتا ہے جبکہ ہم زمین پر الگ ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ جو تمام کائنات کا خالق ہے وہ اپنے بندوں کے ساتھ کیوں نہیں ہو سکتا جبکہ وہ آسمانوں پر ہے اور عرش پر مستوی ہے سبحانہ وتعالیٰ؟!

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ یہ شیخ الاسلام (رحمہ اللہ) نے اس لیے بیان کیا ہے تاکہ اہل التعطیل کی حجت کو دفع کیا جائے اور سخت جواب دیا جائے کہ انہوں نے اہل سنت پر یہ حجت قائم کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ اعتراض کیا ہے اہل سنت پر کہ تم لوگ تو تاویل سے منع کرتے ہو کہتے ہو تاویل جائز نہیں ہے (تاویلیں کرنا جائز نہیں ہے، اور تاویل کو یعنی جسے تحریف بھی کہتے ہیں، تو تم لوگ تو تاویل سے منع کرتے ہو) اور جب معیت کی بات آتی ہے تو پھر خود تاویلیں

کرنا شروع کر دیتے ہو اور کہتے ہو معیت کا معنی علم ہے، سمع ہے، بصر ہے، قدر ہے، سلطان وغیرہ وغیرہ۔ تو پھر تم خود کیوں تاویل سے کام لیتے ہو؟ تو حقیقت سے کام کیوں نہیں لیتے ہو؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں: ہم ان کو یہ جواب دیتے ہیں کہ معیت کا جو معنی لیتے ہیں وہ ہم حق اور حقیقت پر لیتے ہیں لیکن اس سمجھ سے نہیں جیسا کہ جہمی اور اُن جیسے لوگ سمجھتے ہیں کہ جب ہم یہ مان لیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً ہمارے ساتھ ہے اور معیت کو جو صحیح ہے حق معنی ہے اس کو اگر مان لیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر ہمارے ساتھ ہے، یہ معنی جو ہے غلط ہے: اور جو سلف نے تفسیر کی ہے علم سے تو یہ تفسیر باللازم ہے (یعنی اس معنی سے یہ لازم آتا ہے ،معیت کے معنی سے علم اور احاطے کا معنی لازم آتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور ہمارے ساتھ ہے، کیسے ساتھ ہے کس اعتبار سے؟ ہے تو حق ہے تو سچ: اپنے علم سے، اپنی قدرت سے، اپنے احاطے سے، اللہ تعالیٰ چاہے تو پکڑ لے، آسمان پر ہے زمین والوں کو پکڑ بھی سکتا ہے زمین والوں کو سزا بھی دے سکتا ہے اور ان کو صحت اور عافیت بھی دے سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے (سبحان اللہ)۔

3- تیسرا مبحث جو ہے یا تیسرا مسئلہ کہ معیت صفات ذاتیہ ہے یا صفات فعلیہ میں سے ہے؟ کس قسم سے ہے ذاتیہ ہے یا فعلیہ ہے؟ اس میں تفصیل ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: جو عام معیت ہے یہ صفات ذاتیہ ہے جس میں علم ہے، سمع ہے، بصر ہے، قدرت ہے، یہ ساری چیزیں یہ ذاتی صفات ہیں اور ان کا اللہ تعالیٰ مشیئت سے کوئی تعلق نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے خوب جانتا ہے سب کچھ جانتا ہے، ہمیشہ سے سنتا ہے ہمیشہ سے دیکھتا ہے اور قدرت بھی ہمیشہ سے ہے، اور کیونکہ یہ تمام معنی ربوبیت کے معنی ہیں (اور ربوبیت کے معنی جو ہیں وہ ہمیشہ ہیں اور ہمیشہ سے ہیں اور ان معنی کا جو ہے یا ان صفات کا تعلق مشیئت سے بھی نہیں ہے یا ان کا کوئی سبب بھی نہیں ہے اس لیے یہ صفات ذاتیہ ہیں)۔

تو معیت جو ہے جو عام معیت ہے یہ صفت ذاتیہ ہے۔

اور جو خاص معیت ہے اور خاص معیت کی دونوں قسمیں جو ہیں، چاہے "مقید بوصف" جیسا کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (وصف ہے صبر کرنا)، یا متقین کے ساتھ ہے، یا محسنین کے ساتھ ہے، یا شخص کے ساتھ ہے جیسا کہ ﴿إِنَّنِي مَعَكُمَآ أَسۡمَعُ وَأَرَىٰ﴾ (میں تم دونوں کے ساتھ ہوں خوب سنتا بھی ہوں اور دیکھتا بھی ہوں)، کیونکہ یہاں پر سبب ہے اور اس کا تعلق مشیئت سے ہے۔

تو معیت کی جو خاص قسم ہے یہ کون سے صفت ہے؟صفت فعلیہ ہے۔(واضح ہے کہ نہیں؟)۔

جومعیۃ العامۃ ہے یہ صفت ذاتیہ ہے۔

جو معیۃ الخاصۃ ہے یہ صفت فعلیہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کو کسی کا ساتھ دیتا ہے۔نصر اور تائید یہی معنی ہوتا ہے جو خاص معیت ہے؟اور اس کا سبب بھی ہے، جب تقویٰ کا سبب پایا جائے یا صبر کا سبب پایا جائے تو اللہ تعالیٰ ساتھ ہوتا ہے، جب یہ سبب نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا ساتھ بھی نہیں ہوتا(اس اعتبار سے)۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا، جب سبب ہو اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا تو اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اس لیے جس صفت کا تعلق کسی سبب سے جڑا ہو، اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے جڑا ہو صفت فعلیہ اسے کہا جاتا ہے، اور اس کا تعلق مشیئت کے کسی سبب کے ساتھ نہ جڑا ہو تو وہ صفت ذاتیہ ہوتی ہے۔

4-چوتھا مسئلہ معیت کے تعلق سے کہ حقیقتاً ہے یا نہیں؟یعنی اس میں کوئی تاویل کی گنجائش ہے یا نہیں؟

ہم پہلے بھی شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم بیان کر چکے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ بعض سلف نے اس کے لازم سے اس کا معنی بیان کیا ہے اور تفسیر کی ہے اور یہی معنی واضح بھی ہے اور اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں)۔

اور بعض نے کہا: اپنی حقیقت پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

اور شیخ صاحب نے بھی (یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے) یہ جو حقیقی معنی ہے اس کو لیا ہے نہ اُس طریقے سے جیسا کہ اہل باطل سمجھتے ہیں، یعنی "حقیقتاً ہمارے ساتھ ہے" مطلب یہ نہیں ہے کہ جس جگہ پر ہم ہیں وہیں پر اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر ہمارے ساتھ ہے۔تو بڑی غلط فہمی بعض لوگوں کو ہوئی ہے اور یہ سمجھا ہے کہ حقیقتاً یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، حقیقتاً مطلب یہ ہے کہ جیسے اہل وحدت الوجود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

تو غلط فہمی ہے کیونکہ (جیسے آگے بھی بیان ہوگا) کہ جو معنی ہے معیت کا اس میں اختلاط کا معنی بھی پایا جاتا ہے، اختلاط کے بغیر بھی معنی پایا جاتا ہے۔

(اختلاط: یعنی مکسنگ(Mixing) یا فزیکل کانٹیکٹ(Physical contact)) کو ہی معیت کہا جاتا ہے اس کے علاوہ دور رہ کر بھی کوئی ساتھ ہو سکتا ہے اسے بھی معیت کہا جاتا ہے، چاند کی ایک مثال تھی اگلی مثال ابھی آئے گی آگے۔

5- پانچواں مسئلہ معیت کے تعلق سے، کیا معیت اور علو میں کوئی تناقض ہے کوئی کنٹراڈکشن (Contradiction) ہے کہ نہیں ؟ اس کا جواب یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کہ کوئی تناقض کوئی (Contradiction) نہیں ہے، اور تین وجوہات ہیں:

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جمع کیا ہے اور دونوں اللہ تعالیٰ کے وصف ہیں، اور اگر ان میں کوئی تناقض ہوتا کنٹراڈکشن (Contradiction) ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی دونوں کو ایک ساتھ اپنے وصف کے لیے بیان نہ فرماتا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، اور دونوں اللہ تعالیٰ کے وصف ہیں ("معیت" بھی اللہ تعالیٰ کا وصف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور "علو" بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے)، اگر دونوں میں کوئی تناقض ہوتا تو اللہ تعالیٰ دونوں کو ذکر نہ فرماتا۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ دونوں میں تعارض ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ کوئی چیز بلندیوں پر ہو اور آپ کے ساتھ بھی ہو کیونکہ عربی زبان میں اور عرب ابھی تک کہتے آرہے ہیں: "القمر معنا ونحن نسیر، والشمس معنا ونحن نسیر، والقطب معنا ونحن نسیر" (کہ ہم چلتے ہیں چاند ہمارے ساتھ ہوتا ہے (یعنی رات کے وقت)، اور دن میں جب چلتے ہیں تو سورج ہمارے ساتھ ہوتا ہے، قطب یعنی ستاروں کے بارے میں بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں)، جبکہ چاند، سورج، اور آسمان کے تارے جو ہیں یہ سب آسمان میں ہیں۔ اگر علو اور معیت مخلوق میں جمع ہو سکتے ہیں تو پھر خالق میں من باب اولیٰ کیوں نہیں ممکن ؟!

یعنی چاند مخلوق ہے سورج بھی مخلوق ہے تارے بھی مخلوق ہیں، اور یہ سب آسمانوں پر ہیں، ہم زمین پر کہتے ہیں "ہم چاند کے ساتھ ہیں یا سورج کے ساتھ ہیں" اگر مخلوق میں یہ معنی صحیح ہے تو پھر خالق میں من باب اولیٰ صحیح ہونا چاہیے نا؟!

اس کی دوسری مثال بڑی پیاری مثال ہے، فرماتے ہیں: آپ دیکھتے ہیں کہ کسی پہاڑی کی چوٹی پر ایک کمانڈر ہے اور وہ لشکر کو کہتا ہے یا فوجیوں کو کہتا ہے "تم جاؤ میدان جنگ میں"، اور اُس کے پاس دوربین بھی ہے وہ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر اُن کو دیکھ رہا ہوتا ہے دور سے اور وہ کہتا ہے "میں تمہارے ساتھ ہوں تم آگے بڑھو"۔

دیکھیں اُس زمانے میں یہ وائرلس وغیرہ اور یہ چیزیں نہیں تھیں تو دوربین سے شاید دیکھا جاتا تھا،اب تو موبائل ہے اب تو پتہ نہیں کون کون سے سسٹم آگئے ہیں۔اب ڈرون (Drone) دیکھیں آپ کہاں پر ہوتا ہے اور بندہ کہاں پر بیٹھا ہوتا ہے اور ریموٹ کنٹرول سے کنٹرول کر رہا ہوتا ہے تو دور بیٹھ کر بھی وہ ساتھ ہے کہ نہیں؟

اب اس مثال میں دوربین لے کر بیٹھا ہے پہاڑ کی چوٹی پر کمانڈر جو ہے اور کمانڈ کر رہا ہے اور یہ کہتا ہے "میں تمہارے ساتھ ہوں جاؤ میدان جنگ میں کود پڑو"، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جھوٹے ہو ساتھ نہیں ہے؟! ساتھ ہے کہ نہیں؟

ایک بندہ پہاڑ کی چوٹی پر آپ سے دور بیٹھا ہے اور آپ کہو "یہ میرے ساتھ ہے"، گائیڈ بھی کر رہا ہے، بتا بھی رہا ہے کہ آپ نے آگے بڑھنا ہے پیچھے رہنا ہے، تمہارے دائیں طرف کیا ہے بائیں طرف کیا ہے، تم نے کب اٹیک (Attack) کرنا ہے کب ڈیفنس (Defence) کرنا ہے، کب آگے بڑھنا ہے کب رُکنا ہے، کیا کرنا ہے سب انسٹرکشنز (Instructions) وہ دے رہا ہے وہاں سے اور ہے بھی ساتھ وہ۔

اس کی تیسری مثال بھی بعض علماء بیان کرتے ہیں (میں ویسے ہی یاد آگیا بتادوں)، کوئی آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ جدہ میں کس کے ساتھ رہتے ہیں؟ اپنی فیملی کے ساتھ۔یا سفر سے کوئی بندہ آتا ہے اپنی بیوی کے ساتھ بچوں کے ساتھ "بھئی آپ کس کے ساتھ آئے ہو"؟ کہتا ہے میں اپنی وائف کے ساتھ آیا ہوں، یا وہ میرے ساتھ ہے۔آپ بیٹھے تو یہاں پر ہو وہ آپ کے ساتھ تو ہے نہیں؟ بھئی وہ ہوٹل میں ہے یا اپنے گھر پر ہے لیکن اس شہر میں آپ کے ساتھ ہے کہ نہیں ایک شہر میں ایک جگہ پر ہوتے ہوئے؟

ہم کہتے ہیں "اختلاط"، میں نے پانی اور دودھ پیا مکس کر کے، یا ملک شیک میں تھوڑا پانی بھی ڈالتے ہیں جوس بھی ہوتا ہے آپ مکس کر کے پیتے ہیں تو اس میں اختلاط کا معنی بھی ہے یہ "مع" ہے کہ نہیں؟ بغیر اختلاط کا معنی بھی موجود ہے۔

جب یہ ایک سے زیادہ معنی موجود ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خالق کے لیے وہ معنی کیوں ان سب میں سے لیا جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان کے مخالف ہے؟! بات یہ ہے۔باقی معنی ہیں کہ نہیں جو واضح ہیں اور حقیقتاً معیت کا معنی ہے کہ نہیں؟

دیکھیں شیخ الاسلام نے جب یہ فرمایا ہے "کہ حقیقتاً یہی معنی ہے تاویل کی ضرورت نہیں ہے": تو اعتراض کیا بعض لوگوں نے، کہتے ہیں کہ حقیقتاً کیسے ہے پھر تو وحدت الوجود کی طرف بلاتے ہیں؟!

بھئی جب معیت کے ایک سے زیادہ معنی ہیں تو اختلاط کی طرف کیوں جاتے ہو؟! فزیکل کانٹیکٹ (Physical contact) کی طرف جاتے کیوں ہو تم؟!

اس کے علاوہ اور معنی بھی موجود ہیں جب بغیر فزیکل کانٹیکٹ (Physical contact) کے بھی کوئی آپ کے ساتھ ہو سکتا ہے مخلوقات میں سے (چھوٹی سی مخلوقات ہیں) تو خالق اور مخلوق میں تفاوت کیوں نہیں ہو سکتا سوال یہ ہے؟! ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ یقیناً ہو سکتا ہے۔

اور یہی معنی ہے کہ معیت جو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور وہ ہمارے ساتھ بھی ہے، اور یہ حقیقتاً ہمارے ساتھ ہے۔

(۳) تیسری وجہ شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ اگر مخلوقات کے حق میں علو اور معیت دونوں جمع نہیں ہو سکتیں تو اللہ تعالیٰ کے حق میں کیوں نہیں ہو سکتیں پھر؟! کیونکہ اللہ تعالیٰ اُعظم ہے تمام مخلوقات سے بلند ہے اور عظیم ہے اور خالق کی صفات مخلوقین کی صفات کے ساتھ قیاس نہیں کی جا سکتیں کیونکہ دونوں میں تباین اور فرق واضح ہے۔

اور پھر ایک دو مثالیں دیکھیں ذرا، اور واضح مثالیں ہیں: اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں سفر میں سفر کی دعاؤں کا حصہ جو ہے: ''اللَّهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ'' (اے اللہ تعالیٰ! تو صاحب ہے ساتھی ہے سفر میں، اور نگہبان ہے گھر والوں پر وَالْخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ)۔

دونوں کو جمع کر دیا کہ نہیں کہ وہ میرے ساتھ سفر میں بھی ہے اور میرے گھر والوں کے ساتھ نگہبان بھی ہے؟ تو خالق کے لیے ممکن ہے کہ نہیں؟

اب یہ دلیل ہے کہ جو معاملات اللہ تعالیٰ کی صفات سے تعلق رکھتے ہیں اسے مخلوق پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، یہ چند دلائل بیان کیے جا رہے ہیں۔

(۱) اب اگر میں کہوں کہ فلاں میرا دوست میرے ساتھ سفر پر چلو کیا وہ میرے گھر پر نگہبانی کر سکتا ہے ایک ہی بندہ؟ ناممکن ہے! ایک ہی بندہ ہے میرے ساتھ جائے گا یا گھر میں رہے گا؟! لیکن (یہ مخلوق میں ممکن نہیں ہے) خالق میں قیاس آرائی نہیں کی جاتی کہ خالق میں بھی اس طریقے سے ممکن نہیں ہے جیسا کہ مخلوق میں ممکن نہیں ہے۔

اس لیے قاعدہ یہ ہے "کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا قیاس مخلوق میں نہیں کیا جاتا"، اب اس کے دلائل کی ایک دلیل یہ آگئی ہے۔

(۲) دوسری دلیل صحیح مسلم کی حدیث میں سورۃ الفاتحہ کے تعلق سے:

جب نمازی کہتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ: 1): اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے "حَمِدَنِي عَبْدِي"۔ (اور جتنی بھی نمازی پڑھ رہے ہیں نماز سب کو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے)۔

﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (الفاتحہ: 2): "أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي"۔

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الفاتحہ: 3): "مَجَّدَنِي عَبْدِي"۔

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحہ: 4): یہ میرے اور میرے بندے کے بیچ میں عہد ہے وعدہ ہے "وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ"۔

اب دیکھیں سورۃ الفاتحہ میں کوئی ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ پڑھ رہا ہے، کوئی ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھ رہا ہے، کوئی ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھ رہا ہے، اور کوئی ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ پڑھ رہا ہے، اور سب کو مختلف جواب ایک وقت میں مل رہا ہے (ایک وقت میں حقیقتاً!)۔ حقیقتاً ہے کہ نہیں یا یہ بھی مجاز ہے؟ حقیقتاً ہے حق ہے نا۔

تو پھر مخلوق میں تو ممکن نہیں ہے اگر میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں تو آپ سے نہیں کر سکتا میں!

تو پھر تم لوگوں نے کیسے قیاس کر کے خالق اور مخلوق کو دونوں کو برابر کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ قاعدہ اس کے بالکل خلاف ہے اور دلائل بھی اس کے خلاف ہیں! واضح ہے؟

اگر یہ سب چیزیں ٹھیک ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہو کر ہمارے ساتھ ہونا ممکن کیوں نہیں ہے؟!

کیونکہ یہاں پر تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ خالق کا مخلوق کے ساتھ قیاس کیا ہے "کہ ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ اگر فلاں میرے ساتھ ہے تو جہاں پر میں ہوں وہیں میرے ساتھ ہے"۔ مخلوق میں تو ہے نا یہ تو خالق میں تم لوگ کیسے دونوں کو ملا کر اور یہ قیاس کرتے ہو کہ جیسا کہ ہم مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ ایک جگہ ہو سکتے ہیں تو خالق کو ایسے ہمارے ساتھ ہونا چاہیے ورنہ پھر کوئی اور معنی باقی رہتا نہیں ہے؟! جبکہ چاند کی مثال بھی ہے، اُس فوجی کی (کمانڈر کی) مثال

بھی آچکی ہے ، اور بیوی، گھر والوں کی مثال بھی ہے ، آپ کہتے ہو وہ میرے ساتھ ہے جبکہ آپ کے ساتھ فزیکلی (Physically) نہیں ہے اس وقت۔ وہ ایک معنی لیتے ہیں جیسے پانی کا اور دودھ والا معنی ہے (اختلاط والا معنی لیتے ہیں) باقی سب چھوڑ دیتے ہیں (إنا لله وإنا إليه راجعون)۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر جو ہم نے بیان کیا ہے کہ جمع ممکن ہے علو میں اور جو نصوص ہیں (علو کے تعلق سے جو دلائل ہیں اور معیت کے جو دلائل ہیں سب کو جمع کیا جاسکتا ہے) اگر تمہیں سمجھ میں آگئی تو اچھی بات ہے، اگر سمجھ نہیں آتی تو پھر واجب یہ ہے تم پر اور ہم سب پر واجب یہ ہے کہ آپ یہ کہیں "آمنت بالله ورسوله" میں ایمان لے کر آیا ہوں۔

سمجھ میں آئی ہے بات ؟ اچھا نہیں آئی ہے تو پھر کیا کریں ؟ ایک ہی راستہ ہے کہ نہ ماننے کا راستہ نہیں ہے، ایک ہی راستہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾ (وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو)، ہم کہتے ہیں "آمنا وصدقنا": جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور ہمارے ساتھ بھی ہے تو صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم من وعن سے تسلیم کریں۔

اور یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ یہ کیسے ممکن ہے ؟! کیسے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ! کیونکہ یہ سوال ہی بدعت ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ بدعت کیوں ہے ؟ کیونکہ جو تم سے بہتر ہیں انہوں نے یہ سوال نہیں کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، کیونکہ جن سے آپ سوال کر رہے ہیں کیفیت کا کہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بھی ہو اور ہمارے ساتھ بھی ہو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ! اور سوال کر بیٹھتے ہو "کیسے" کا تو آپ سوال جو کر رہے ہیں آپ سے بہتر تھے جو آپ سے پہلے تھے "صحابہ" انہوں نے یہ سوال نہیں کیا، اور جن سے سوال کیا جارہا ہے وہ اس سے بہتر نہیں ہے جس سے آپ سوال کر رہے ہو کسی عالم سے اور جن سے سوال کیا گیا (یعنی صحابہ نے سوال نہیں کیا اُس زمانے میں) وہ جن سے آپ سوال کر رہے ہیں وہ زیادہ سچا بھی ہے زیادہ فصاحت بھی رکھتا ہے زیادہ نصیحت کرنے والا بھی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تو آپ کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے "عليك أن تصدق، لا تقل: كيف؟ ولا لم؟ ولكن سلم تسليماً": من وعن سے تسلیم کرنے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

پھر ایک تنبیہ ہے کہ ذرا اس آیت پر غور کریں سورۃ الحدید آیت نمبر 4 میں: تمام ضمائر جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف واپس آتے ہیں: ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى﴾: ﴿خَلَقَ﴾ (کس نے پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے) ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى﴾ (کون مستوی ہوا؟ اللہ تعالیٰ مستوی ہوا) ﴿يَعْلَمُ﴾ (کون یعلم؟ اللہ تعالیٰ) ﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ﴾، پھر فرمایا: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ﴾ (وہی: کون ہمارے ساتھ ہے؟ اللہ تعالیٰ)۔

تو جب ان تمام جملوں میں ایک ہی ضمیر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے خلق کے اعتبار سے، اور پھر عرش پر مستوی ہونا، پھر علم، اور پھر معیت، یہ سب چیزیں جو آ جاتی ہیں تو آیت کریمہ کے ظاہر سے یہی معنی واضح ہے اور لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بھی ہے اور ہمارے ساتھ بھی ہے، اور ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم اس کو من و عن سے تسلیم کریں اور علم یقین سے ہم یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی معیت جو ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ زمین پر ہمارے ساتھ ہے، بلکہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ شایان شان ہے، اور وہ ہمارے ساتھ بھی ہے۔

اور اگر اس معیت کو ہم مان لیتے ہیں اُس پر ایمان رکھتے ہیں تو اس ایمان سے ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے (سبحان اللہ)، اس لیے حدیث میں آیا ہے "أَفْضَلُ الإِيمَانِ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ اللهَ مَعَكَ حَيْثُمَا كُنْتَ" (افضل ایمان یہ ہے کہ آپ یہ خوب جان لیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو): یہ حدیث جو ہے اسے طبرانی نے "الکبیر" میں روایت کیا ہے اور ضعیف حدیث ہے۔

جو صحیح حدیث ہے اس کے ساتھ یعنی ملنے والی جو معنی کے اعتبار سے فُٹ نوٹ (Footnote) میں دیکھیں کہ "تَزْكِيَةُ النَّفْسِ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مَعَهُ حَيْثُ كَانَ": اسے بیہقی نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے السلسلۃ الصحیحۃ میں صحیح فرمایا ہے۔

"تَزْكِيَةُ النَّفْسِ" کیا ہے؟ کہ "أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مَعَهُ حَيْثُ كَانَ" (کہ وہ خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو)۔

یعنی حدیث میں بھی معیت کا ذکر موجود ہے، قرآن میں بھی معیت کا ذکر موجود ہے، اور قرآن اور حدیث دونوں میں اللہ تعالیٰ کی صفت العلو کا ثبوت بھی موجود ہے، تو جمع کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ اگر آپ ایک کو لیتے ہیں دوسرے کو نہیں لیتے ہیں تو پھر یہ ناانصافی ہے اور اہل بدعت کا طریقہ ہے یہ۔

اچھا وحدت الحلول والے کیا کہتے ہیں؟ جو اہل الحلول ہیں وہ کہتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے ہمارے ساتھ ہے ہماری جگہوں پر جہاں پر ہم رہتے ہیں (ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے)، اگر آپ مسجد میں ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ مسجد میں آپ کے ساتھ ہے، اور جو بازاروں میں ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ بازار میں ہے! (نعوذ باللہ)، اور جو باتھ روم میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ باتھ روم میں بھی ہے! (نعوذ باللہ)۔

یعنی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ نہیں کی ہے یہاں تک کہ گندگی سے بھی اللہ تعالیٰ کی تنزیہ نہیں کی اُن لوگوں نے اس بدعقیدگی کی وجہ سے، معنی یہ ہے۔

جب یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، اس سے معنی کیا لازم آتا ہے؟ اس لیے دیکھیں یہ کوئی خیالی بات نہیں ہے، میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں "فضائل ذکر" میں زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالرحیم خدام میں سے ایک ایسا خادم تھا جو کئی روز استنجے کے لیے نہیں جاتا تھا (کئی روز استنجاء نہیں کرتا تھا)۔ کیوں؟ کیونکہ ہر جگہ انوار نظر آتے تھے۔

(ہر جگہ انوار نظر آتے تھے یعنی (نعوذ باللہ) اُن کو ہر جگہ اللہ تعالیٰ نظر آتا تھا اس لیے وہ استنجاء نہیں کر سکتا تھا!)۔

تو یہ معنی ابھی بھی موجود ہے یعنی ہم کوئی خیالی بات نہیں کر رہے ہیں کہ کوئی معنی تھے کوئی لوگ جہمی تھے یا کچھ ایسی سوچ والے لوگ تھے جو آج دنیا میں موجود نہیں ہیں تو یہ عقیدہ پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، تو بس ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور ہمارے ساتھ ہے کافی ہے۔

بالکل سچ بات ہے اگر ایسی باتیں نہ ہوتیں یہ بدعقیدگی اس وقت ہماری امت میں نہ ہوتی، آج بچے سے پوچھیں کسی سے پوچھیں ہمارے معاشرے میں (إلا من رحم الله سبحانه وتعالیٰ) اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ یا تو لڑ پڑے گا آپ سے کہے گا یہ سوال تم نے کیا ہے یہ سوال ہی بدعت ہے! یا جواب ہو گا تو کہے گا "اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے"۔ اور دونوں جواب غلط ہیں۔

بدعت کہاں سے آگئی ہے؟! جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک کمسن لڑکی سے پوچھا: ''أَيْنَ اللَّهُ ؟''، جب امتحان لے رہے تھے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس بچی کے ایمان کا کہ مومنہ ہے کہ نہیں؟ تو سوال کیا ''أَيْنَ اللَّهُ ؟'': صحیح مسلم کی حدیث ہے واضح حدیث ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال پوچھ سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں پوچھ سکتے؟! خصوصی طور پر تب اُس وقت جب بدعقیدگی عام ہو چکی ہے معاشرے میں اُن لوگوں کو سمجھانے کے لیے بیان کرنے کے لیے اس لیے پوچھا جاتا ہے تاکہ لوگوں کا عقیدہ درست ہو جائے۔

اور پھر یہ کہنا "کہ ہر جگہ موجود ہے"، یہ اُس سے بڑھ کر بدعقیدگی ہے! اُس سے بڑھ کر غلط جواب ہے! کیونکہ یہاں پر معیت سے اختلاط کا معنی لیا ہے اور باقی تمام معنی چھوڑ دیئے ہیں جن کی تفصیل ہم بیان کر رہے ہیں (سبحان اللہ)۔

صحیح جواب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، جیسا کہ اُس بچی نے، کمسن لڑکی نے اُس لونڈی نے کہا ''فِي السَّمَاءِ'' (اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے)، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں ''أَعْتِقْهَا، فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ'' (اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے)، سبحان اللہ۔

6- چھٹا مبحث یا جو چھٹا مسئلہ ہے اس کے تعلق سے چند شبہات ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے جہاں پر ہم ہیں (یعنی جگہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے) ذاتی طور پر ہمارے ساتھ ہے، اور ان شبہات کا ردّ۔

اگلے درس میں جو چند شبہات ہیں یہیں سے آگے کریں گے ان شاء اللہ۔ ((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (54.العقيدة الواسطية) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio